بیا ایں خاکداں را گلستاں ساز جہانِ پیر را دیگر جواں ساز
بیا یک ذرہ از دردِ دلم گیر تہ گردوں بہشتِ جاوداں ساز
ز روزِ آفرینش ہمدم استیم
ہماں یک نغمہ را زیر و بم استیم

صرف اتنی بات ہی نہیں بلکہ اقبال بڑے زور سے مسلمانوں کو اکساتا ہے کہ مستقبل کا عالمگیر ذہنی انقلاب سائنس اور خدا کے تصور کے الحاق سے پیدا ہو گا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اٹھیں اور سائنس کو خدا کے ساتھ ملا کر اس عالمگیر ذہنی انقلاب کی قیادت کریں۔

غربیاں را زیرکی سازِ حیات شرقیاں را عشق رازِ کائنات
زیرکی از عشق گردد حق شناس کارِ عشق از زیرکی محکم اساس
عشق چوں با زیرکی ہمبر بود نقشبندِ عالمِ دیگر شود
خیز و نقش عالمِ دیگر بنہ
عشق را با زیرکی آمیزدہ

ہمارے نظریۂ حیات کے ممکنات کے اندر اس بات کی واضح شہادت موجود ہے کہ ہم عنقریب خدا کے تصور کو سائنس سے متحد کر کے مستقبل کے اس عالمگیر ذہنی انقلاب کی قیادت کریں گے جس کی پیش گوئی اقبال نے کی ہے۔

ماہنامہ "میثاق" کے ۶۸-۱۹۶۷ء کے اداریوں پر مشتمل
ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک اہم تالیف :

اسلام اور پاکستان

جسے بجا طور پر تحریک پاکستان کے تاریخی و سیاسی پس منظر ---اور
اسلامیان پاکستان کے تہذیبی و ثقافتی پس منظر پر
ایک جامع و مربوط دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔
قیمت : اعلیٰ ایڈیشن (مجلد)۔/۴۰ روپے اشاعت عام : ۔/۱۶ روپے

امام ابوداؤد سجستانیؒ

(۲۰۲ھ-۲۷۵ھ)

عبدالرشید عراقی

محدثین صحاح ستہ میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے بعد تیسرے نمبر پر امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث کا نام آتا ہے۔ ان کا شجرۂ نسب اس طرح ہے : سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران {۱}۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ امام کے جد اعلیٰ عمران جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھے۔ اور اسی میں ان کی شہادت ہوئی {۲}۔

امام ابوداؤد سجستان کے رہنے والے تھے۔ سجستان کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس ملک کا شہر ہے۔ علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) نے اس کو بصرہ کے اطراف کا ایک دیہات بتایا ہے {۳}۔ لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے لکھا ہے کہ سجستان ہرات و سندھ کے درمیان ایک مشہور شہر ہے {۴}۔ مورخ یاقوت حمدی (م ۶۶۶ھ) نے سجستان کو خراسان کا شہر بتایا ہے {۵}۔

پیدائش

امام ابوداؤد (۲۰۲ھ) میں سجستان میں پیدا ہوئے، لیکن ان کی زندگی کا ایک بڑا حصہ بغداد میں گزرا۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب سنن ابوداؤد بغداد ہی میں تالیف کی {۶}۔

تحصیل حدیث کے لئے سفر

امام ابوداؤد نے جس زمانہ میں آنکھ کھولی اس وقت علم حدیث کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ سجستان سے بصرہ تشریف لائے۔ بصرہ بھی ان دنوں علم و فن اور محدثین و فقہاء کا مرکز تھا۔ چنانچہ آپ نے بصرہ میں کبار محدثین کرام سے استفادہ کیا اور

اس کے بعد آپ تحصیل حدیث کے لئے بغداد' خراسان' مصر' شام' جزیرہ اور نیشاپور تشریف لے گئے اور ہر جگہ ارباب فضل و کمال سے مستفیض ہوئے {۷}۔

اساتذہ و تلامذہ

امام ابوداؤد کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے تین سو سے زائد بتائی ہے {۸}۔ تاہم مشاہیر اساتذہ میں امام یحییٰ بن معین (م ۲۳۳ھ) اور امام ابوبکر بن شیبہ (۲۳۵ھ) شامل ہیں۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بھی بہت وسیع ہے۔ صحاح ستہ کے دو رکن امام ابوعیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) اور امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) آپ کے تلامذہ میں سے ہیں {۹}۔

امام ابوداؤد کا حدیث میں کمال

امام ابوداؤد کے حدیث میں کمال اور تبحر علمی کا اعتراف اساطین فن نے کیا ہے اور علمائے کرام نے ان کے حدیث میں کمال اور تبحر علمی کے اعتراف میں بے شمار کلمات کہے ہیں۔ امام ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں :

"امام اهل الحديث فی عصره بلامدافعة"

(امام ابوداؤد بلاشک و ریب اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے) {۱۰}

جرح و تعدیل

امام ابوداؤد حفظ' ضبط' عدالت و ثقاہت اور جرح و تعدیل میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ صحیح و سقیم' قوی و ضعیف' مشہور و منکر' اور حسن و شاذ ہر قسم کی روایات کے پرکھنے میں ان کو پورا ملکہ حاصل تھا۔ ان کی قوت تمیز' نقد و نظر' اور ثقاہت و عدالت پر اساطین فن کا اتفاق ہے {۱۱}۔

زہد و تقویٰ

امام ابوداؤد' فقہ و علم' حفظ حدیث' زہد و عبادت اور یقین و توکل میں یکتائے روزگار تھے۔ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) نے لکھا ہے کہ امام ابوداؤد عفت و عبادت

میں اونچے مقام پر فائز تھے [۱۲] اور مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤد زہد و عبادت' یقین و توکل اور فقہ و حدیث میں یکتائے روزگار تھے [۱۳]۔ امام شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے آپ کو سید الحفاظ کے لقب سے یاد کیا ہے [۱۴]۔

امام ابو داؤد کا مسلک

امام ابو داؤد کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے بھی لکھا ہے کہ امام ابو داؤد کے مسلک کے بارے میں اختلاف ہے [۱۵]۔ محی السنہ مولانا سید صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے ان کو شافعی شمار کیا ہے [۱۶]۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ) نے علامہ ابن تیمیہ کے حوالہ سے ان کو حنبلی لکھا ہے [۱۷]۔ مولانا تقی الدین ندوی لکھتے ہیں کہ

> "امام ابو داؤد کی سنن کے مطالعہ کے بعد یہ بات بالکل آشکار ہو جاتی ہے کہ امام ابو داؤد حنبلی المسلک ہی تھے۔ ان کی سنن کے مزاج پر غور کرنے کے بعد اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ امام موصوف نے اپنی سنن میں بہت سے مقامات پر دوسری ثابت و معروف روایات کے مقابلہ میں ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن سے امام احمد کے مسلک کی تائید ہوتی ہے" [۱۸]۔

تصنیفات

امام ابو داؤد کی تصنیفات درج ذیل ہیں :

كتاب الرد علٰى اهل القدر' كتاب الناسخ والمنسوخ' كتاب المسائل' مسند مالك' كتاب المراسيل' كتاب البعث والنشور' كتاب التفسير' كتاب المصاحف' كتاب المصابيح' كتاب نظم القرآن' كتاب فضائل القرآن' كتاب شريعة التفسير' كتاب شريعة المقارى' كتاب فضائل الانصار' كتاب ما تفرد به اهل الابصار' كتاب معرفة الاوقات و الاخوة' كتاب بدء الوحى'

سنن ابی داود[۱۹]۔

وفات

امام ابو داؤد نے اپنی ساری زندگی بغداد ہی میں گزاری۔ لیکن ۲۷۱ھ میں بغداد سے بصرہ منتقل ہو گئے' جہاں آپ نے ۷۲ سال کی عمر میں ۱۶/ شوال ۲۷۵ھ کو انتقال کیا[۲۰]۔

سنن ابی داؤد

کتاب السنن (سنن ابی داؤد) امام ابو داؤد نے بغداد میں تالیف کی اور اس کا زمانہ تالیف ۲۴۱ھ سے پہلے کا ہے۔ امام ابو داؤد سے پہلے حدیث پر جو کتابیں مدون ہوئیں ان کا تعلق جوامع و مسانید سے ہے لیکن امام ابو داؤد نے اپنی راہ سب سے الگ نکالی۔ ان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے صرف سنن و احکام کی روایات اپنے مجموعہ میں درج کی ہیں جیسا کہ اپنے رسالہ (اہل مکہ کے نام) میں لکھتے ہیں :

> "میں نے سنن میں صرف احکامی روایات جمع کی ہیں۔ زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کی حدیثیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس کی جملہ چار ہزار احادیث احکام و مسائل سے متعلق ہیں"[۲۱]۔

امام ابو داؤد نے اپنے دور میں ضرورت محسوس کی کہ فن حدیث پر نئے انداز میں کتاب تالیف کی جائے جس میں حدیث کا استیعاب ہو اور اس کے ساتھ ائمہ کرام نے اپنے مذاہب پر استدلال کیا ہو۔ حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں :

> "حفاظت حدیث میں ایک ایسی جماعت تھی جس نے ضبط و حفظ میں پوری توجہ کی' لیکن اس نے نہ تو مسائل کے استنباط کی طرف توجہ کی اور نہ ان خزانوں سے احکام نکالنے کی کوشش کی جو اس نے محفوظ کر رکھا تھا۔ اور اس کے بالمقابل ایک جماعت ایسی تھی جس نے اپنی توجہ استنباط مسائل اور اس کے غور و فکر کی طرف رکھی تھی[۲۲]

امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد کی تالیف ۲۴۱ھ سے پہلے کی۔ اس لئے کہ امام ابو داؤد نے اپنی سنن مکمل کر کے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں پیش کی اور انہوں نے

اس کو پسند فرمایا۔ امام احمد بن حنبل کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا۔ اس لئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سنن ابی داوٗد کی تکمیل ۲۴۱ھ سے پہلے ہوئی {۲۳}۔

سنن ابی داوٗد کی اہمیت

سنن ابی داوٗد کا شمار حدیث کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ اکثر علمائے اسلام نے صحیحین (بخاری و مسلم) کے بعد اس کو سب سے اہم بتایا ہے۔ علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابو داوٗد خود فرماتے ہیں :

"کتاب اللہ کے بعد اس سے زیادہ کسی اور چیز کا علم ضروری نہیں۔ اگر کسی شخص کو ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز سے واقفیت نہ ہو تو اس کو نقصان نہ ہو گا" {۲۴}۔

حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں :

"سنن ابی داوٗد علماء کے درمیان مشہور و متداول اور مقبول تصنیف خیال کی جاتی ہے۔"

ابو العلاء محن کا بیان ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا : "مَن اراد ان یستمسک بالسنن فیلقرء سنن ابی داود" (سنن کی اتباع کی آرزو رکھنے والوں کو سنن ابی داوٗد کا مطالعہ کرنا چاہئے) {۲۵}۔

سنن ابی داوٗد کی خصوصیات

سنن ابی داوٗد کی خصوصیات جو علمائے کرام نے بیان فرمائی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سنن ابی داوٗد جامع خصوصیات کی حامل ہے اور علمائے امت نے کتاب اللہ کے بعد دوسری کتابوں کے مقابلہ میں اس کی تعلیم کو زیادہ ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ فقہ و استنباط احکام و مسائل کے لحاظ سے یہ بلند پایہ کتاب ہے کیونکہ صاحب سنن فقہ و اجتہاد میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ سنن ابی داوٗد کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں اخبار و قصص عام مسانید کی طرح نہیں بلکہ صرف اصول سنن اور احکام ہیں۔ اس کی ساری احادیث حسب تصریح امام ابو داوٗد صحیح یا مشابہ صحیح ہیں۔ سنن ابی داوٗد کی طرح علم دین کے بارے میں کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی {۲۶}۔

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں :

"امام ابوداؤد نے ایسی کتاب لکھی ہے جو مسلمانوں کے درمیان حکم ثابت ہوئی اور اختلافی مسائل میں فیصلہ کن ثابت ہوئی" {۲۷}۔

سنن ابی داؤد کے بارے میں امام ابوداؤد کی وضاحت

سنن ابی داؤد کی اہمیت اور خصوصیات کے بارے میں امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ :

"میں نے سنن ابوداؤد کو پانچ لاکھ احادیث سے انتخاب کیا ہے۔ اس میں ۴۸۰۰ احادیث شامل ہیں' جو بہت صحیح یا قریب قریب صحیح ہیں۔ میں نے اپنے علم و یقین بھر صحیح بلکہ اصح روایات نقل کرنے کی کوشش کی ہے' اور ہمیشہ ان حدیثوں کو ترجیح دی ہے جو سند کے اعتبار سے بلند اور اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ مرسل حدیثیں اس وقت نقل کرتا ہوں جب مسند اور متصل روایتیں نہیں ملتیں کیونکہ مراسیل بھی ائمہ متقدمین مالک' ثوری اور اوزاعی وغیرہ کے نزدیک لائق حجت اور قابل استناد ہیں۔ البتہ امام شافعی اور امام احمد کو ان کی حجیت میں کلام ہے۔ میرے نزدیک مسند و متصل روایات کے نہ ہونے کی صورت میں وہ معتبر و مستند ہیں' لیکن ان کی طرح ان کو قوی نہیں سمجھتا۔ میں نے اس میں ایسی کوئی حدیث درج نہیں کی جس کے متروک اور ساقط ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہو۔

اسی طرح متروک الاحادیث راویوں سے روایت کرنے میں بھی پرہیز کیا ہے' منکر اور ضعیف الاسناد روایات کو میں قابل اعتناء ہی نہیں سمجھتا' لیکن صحیح روایات نہ ہونے کی صورت میں ان کو ان کے ضعف اور وجوہ نکارت کی تصریح کے بعد نقل کیا ہے۔ جن غیر صحیح الاسناد روایات کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے وہ قابل احتجاج اور صالح سمجھی جائیں گی۔ اسی طرح غریب اور شاذ روایات کے بجائے مشہور اور معمول بہ روایتیں جمع کرنے پر خاص دھیان دیا ہے" {۲۸}۔

صرف چار احادیث انسان کو اپنے دین پر عمل کرنے کے لئے کافی ہیں

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میرے اس مجموعہ سنن ابی داؤد میں سے صرف چار احادیث انسان کو اپنے دین پر عمل کرنے کے لئے کافی ہیں :

(۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(تمام اعمال کی مقبولیت کا دار و مدار صرف نیتوں پر ہے۔)

(۲) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔

(انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے)۔

(۳) لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَرْضٰى لِاَخِيهِ مَا يَرْضٰى لِنَفْسِهٖ

(مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا' جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔)

(۴) اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ' فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَءَ لِدِينِهٖ وَعِرْضِهٖ

(حلال و حرام واضح ہیں مگر ان کے درمیان بعض مشتبہ و مشکوک چیزیں بھی ہیں' جو ان سے بچے گا وہ اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر سکے گا۔)

امام صاحب نے ان چار حدیثوں کو انسان کے لئے کافی بتایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ زندگی کے سارے معاملات پر حاوی ہیں۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں :

"پہلی حدیث عبادات کی درستگی کے لئے کافی ہے۔ دوسری حدیث عمر عزیز کے اوقات کی حفاظت کے لئے' تیسری حدیث رشتہ داروں' ہمسایوں اور متعارفین اور دوسرے متعلقین وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی کے لئے' اور چوتھی حدیث ان تمام شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے کافی ہے جو ہمارے اختلاف و دلائل کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔" [۲۹]

سنن ابی داؤد کی شروح

سنن ابی داؤد کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر علمائے کرام نے اس کی شروح' حواشی' مستخرجات اور تعلیقات لکھے ہیں۔ چند مشہور شروح حسب ذیل ہیں :

معالم السنن : از امام ابو سلیمان احمد بن محمد خطابی (۳۸۸ھ)

تلخیص منذری : از امام ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری (م ۶۵۶ھ)

شرح ابن القیم : امام شمس الدین محمد بن ابو بکر القیم الجوزی (۷۵۱ھ)

شرح ابن اسلان : امام ابو العباس احمد بن حسین مقدسی (م ۸۴۴ھ)

مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داوٗد : علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داوٗد (۳۲ جلد) : علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ)

عون المعبود فی شرح سنن ابی داوٗد (۴ جلد) : علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی

بذل المجہود فی حل ابی داوٗد : مولانا خلیل الرحمٰن سہارن پوری

مختصر تعارف غایۃ المقصود و عون المعبود : غایہ المقصود ۳۲ جلدوں میں علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے لکھی۔ اس کی صرف ایک جلد ۱۹۴ صفحات پر مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی۔ اور یہ جلد کتاب الطہارۃ سے باب ترک الوضوء لما مست النار تک کی شرح ہے۔

عون المعبود میں مولانا ڈیانوی مرحوم نے اسناد و متن سے متعلق اشکالات کے حل و ایضاح کی طرف پوری توجہ کی ہے۔ اس شرح کے مجموعی صفحات کی تعداد ۱۳۴۱ ہے اور مطبع انصاری دہلی سے ۱۳۱۸ھ تا ۱۳۲۲ھ شائع ہوئی [۳۰]۔

حواشی

(۱) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج ۹' ص ۵۵ (۲) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۴' ص ۱۶۹

(۳) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۱' ص ۲۰۱ (۴) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۰۷

(۵) یاقوت حموی 'معجم البلدان' ج ۵' ص ۲۷ (۶) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۱' ص ۳۸۲

(۷) صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء ص ۶۵۷۔ خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۹' ص ۵۶۔ ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' ج ۱۱' ص ۵۴

(۸) ابن حجر 'تہذیب التہذیب ج ۴' ص ۱۷۳ (۹) ذہبی 'تذکرہ الحفاظ ج ۲' ص ۱۵۳